34
1788
P
Microfilm

राष्ट्रीय अभिलेखागार पुस्तकालय
NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
भारत सरकार
Government of India
नई दिल्ली
New Delhi

1636
10121

आह्वानांक Call No.
अवाप्ति सं० Acc. No. 1788 S

P—
23

19/11/09
Rep(S) 95

IMPERIAL RECORD DEPARTMENT
RECEIVED
16 MAY 1930

کرتا ہون جمع پھر جگرِ لخت لخت کو
مدت ہوئی ہے دعوتِ مژگان کئے ہوئے

پردہ

پھر چاہتا ہون نامۂ دلدار کھولنا
جان نذرِ دلفریبیٔ عنوان کئے ہوئے

لا غالب الا اللہ

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نذر

بہ پیشگاہ

شہیدانِ وطن و گرفتارانِ رنج و محن

جن کی عید قربان

آج قربان گاہِ صداقت و ایثار میں ہر ساعت تازہ ہے

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No 1788
Date 24.1.72
GOVT. OF INDIA

پروانون کا تعارف

چند تصویر بتان، چند حسینون کے خطوط

آج دنیا مین چپہ چپہ پر شورش، گریز اور طلب لا معلوم کا ایک ہنگامہ بپا ہے تبدیلی اور تجدید صنعتی ہر شئے مین نمایان ہو رہی ہے۔ اور پرانے نظامِ انسانی کو لوگ دیکھ رہے ہین کہ اب نیچے گرا تب گرا۔ اور خاک روزگار مین ملنے والا ہے۔ ہان بظاہر اسکی دیوارین کھڑی ہین اور وسعت اور بلندی بھی ہماری آنکھون کو خیرہ کر رہی ہے لیکن بنیادین کھوکلی ہو چکی ہین۔ اور سرمایہ داری کے سرنفلک خرمن مین گھن لگ چکا ہے۔ جس طرح آج آثارستان ماضیت مین چین قدیم، ہند قدیم، مصر، ارم و عمان، عاد، ثمود، بابل و نینوا، ایران و یونان، روما و قرطاجنہ، دمشق و بغداد، ہسپانیہ کے دور دورے مٹ کر داستان امم کے صرف چند باب رہ گئے ہین۔ اسی طرح کل دول حاضرہ کی حکایتین ویران میناروں اور شکستہ ہوائی مرکزون کی صورت مین باقی رہ جائین گی۔ گویا ہماری تعمیر کی بنیادین تبدیلی اور تخریبی" ہین اور جو آثار آغاز کار مین مجتمع کئے جاتے ہین وہی آگے چلکر امتداد زمانہ سے آثار قدامت و عبرت بنجاتے ہین، یہ ہماہمی کیا ہے ایک سمندر ہے جس مین سرمایہ دار اپنے جہازون کو لئے غرق

ومغرب ایک کر رہے ہین اور منافع کثیر اٹھا رہے ہین۔ وہ کمزور مچھلیان،
وہ کمزور قومین جو سمندر مین ہین آج ان سرمایہ دارون کی گولیون اور
برچھیون کی نذر ہو رہی ہین۔ یہ صورت حال عرصہ سے دیکھی جا رہی ہے یہ
بڑھتے جا رہے ہین اور اب یہ بھی نہین جانتے کہ جو متلاطم گرداب و بھنور کی
شکل مین آ گیا ہے اسکی کشش ان جہازون کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے
گویا بزبان اسپرٹ ایک جرمست نے ان کو اپنے تیورون سے بیخود کر دیا اور یہ
ان ہیبت عقاب نما بہاؤون کی جانب بیتابانہ بڑھ رہے ہین جو اپنے بھنور
اپنی گردابی کیفیت مین ان کو پریشان کرنیوالی اور تہ مین بیٹھا دینے والی ہے
بعینہٖ یہی حال اسوقت انسانی قلوب کے قعر بے پایان اور بحر بیکران کا ہے
کہ انکے اندر ہی اندر جو پیچ و تاب جو گرداب بعد گرداب اور جو متلاطم اور تلاطم
کیفیات پیدا ہین وہ خود جبر واستبداد کے جہازون کو اپنی طرف کھینچ
اور غرقاب کرنے مین لگے ہین۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ
مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۵ [illegible]
”نزدیک آگیا لوگون کو انکے حساب کا وقت اور وہ بے خبر اس سے منکو
ٹالتے ہین۔ کوئی نصیحت ان کو نہین پہونچی انکے رب سے نئی مگر اسکو سنتے ہین
اور وہ کھیل مین لگے ہین۔“
یہ زمانہ موجودہ ایک آزمائش ایک ابتلا کا وقت ہے جو ساری دنیا کو اپنے

دامن مین لئے ہوئے ہے، اور غریب ہندوستان بھی آجکل اس بڑے آزمایشی دور سے گزر رہا ہے جسکا اعتراف وائسرائے نے اپنے اعلان مین کیا ہے اور جس دور کے خصوصیات بے چینی اور مطالبہ شناسی سے متاثر ہو کر وہ چاہتے ہین کہ نظام ہند مین ایسی تبدیلی کیجائے جو حسب حالات ہو کر موجب امن وامان اور تسکین سیاسی ہو۔ مگر ایک طرف حکومت ہے اور دوسری طرف خودغرض، بزدل، بھگوڑے اور ریاکار معزوضہ رہنماؤن کی ایک جماعت ہے جسنے اپنے آپکو زبردستی پکار پکار کر کرورون ناواقف، غریب اور کمزور خلایق عامہ کا نمایندہ مشہور کر رکھا ہے۔ اس جماعت مغوی نے نوجوانون، سادہ دلون، اور جوشیلون کو بھڑکا کر اس محاذ پر آگے بڑھایا جہان گورے گولیان انھین چلانا پڑین۔ جہان پھانسیان انکے گلون مین پڑین اور جہان طویل المدت اسیریان انکے حصے مین آئین۔

اب جبکہ ان قربانیون اور خونین نذرانون کے کچھ صلے ملنے کے توقعات پیدا ہوئے تو بلند بانگ لیڈر سب سے پہلے ان کشتون، ان اسیرون اور ان گمنام مست جانبازون کو چھوڑ کر گورنرون اور آئینی ایوانون کی بلند پوزیشن بیٹھنے کے لیے اس طرح اس جماعت بستہ وکشادہ کے آگے قدمون گر پڑے جس طرح کوئی مجرم معافی کی خاطر کسی جابر حاکم کے آگے سجدہ مین گر پڑے اسلئے حکومت اور ملک دونون کے لئے یہ وقت نازک ہے۔ ایسا نہو کہ

ان چند بزدلوں، خود غرض کارگزاروں اور فرضی رہنماؤں کو حکومت عامہ خلایق کا صحیح ترجمان سمجھ کر انھیں کو اعلیٰ عہدے دیکر اور انھیں کی سرمایہ دارانہ بلندی اور ترقی کو ملحوظ رکھکر نظام ہند مین تبدیلی کرے اور عوام الناس کو جو کروڑون کی تعداد مین گاؤن مین آباد ہین بھول جائے۔ گورنمنٹ جو تبدیلی کرے اس مین اسکا لحاظ رکھے کہ بڑی سے بڑی تعداد عامہ کو وہ خوش حال اور فلاح یافتہ کرسکے۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ ہندوستان کے صحیح درد اور ورد کے صحیح مقام پر نظر رکھے اور مرض کے اندرونی اسباب و علل پر غور کرے۔ ہم ہندوستان کے موجودہ دور شورش و ہیجان کے اہم ترین لمحات سے گزر رہے ہین اور گزرتے وقت ہم ان چیزون کو اپنے ساتھ لینا چاہتے ہین جو زاد راہ منزل ہین۔ ہمکو اسوقت صحیح جذبات صحیح مطالبات اور صحیح واردات قلبیہ کی نباضی کرنا چاہیے۔

آج یہ چند خطوط اسلئے یکجا کیے جاتے ہین کہ ان کے مطالعہ سے لوگونکو عبرت ہو اور معلوم ہو کہ ہم جس آزادی کے کرمک شب تاب کو شبستان سیاست مین شمع حریت سمجھ رہے تھے اور جسکے گرد پروانہ وار جان دے رہے تھے وہ صبح ہوتے ہی ایک کیڑے سے زیادہ وقیع نہین نکلا۔ آج جو روشنی ان خطون سے ہندوستان کی سیاست حاضرہ پر پڑ رہی ہے وہ اس آفتاب کی روشنی ہے جو مدتہائے دراز کی تاریک شب اور تاریک منزل استبداد ناشناسی

سے ہوکر ضیا باریاں کر رہا ہے وہ صبح آزادی آج عالم میں نمودار ہے۔ چڑیاں درختوں پر بول رہی ہیں اور ادھر اُدھر جست کر رہی ہیں، ہزاروں برس کے گرفتاران بلا آزاد ہو رہے ہیں، اور زمین پر خدا کی وہ بادشاہت ہونیوالی ہے جس کی بشارت اُس نے اپنی آسمانی کتابوں میں دی ہے۔

جب دنیا میں کوئی اہم تبدیلی ہونے والی ہوتی ہے تو اس میں بعض ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات ہوتے ہیں جو بڑے سے بڑے واقعات کی تہ میں بجلی اور مقناطیسی قوت کا کام کرتے ہیں۔ اکثر ایسے وقتوں میں ایسے تاریخی خط اور پرچے نکلتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جنھوں نے قوموں اور ملکوں کو جگایا۔ جنھوں نے ہوا کا رخ بدلا۔ یہ گمنام، یہ بے نشان لوگ جو اس طرح وقت کے وقت کام کرتے ہیں ہمیشہ پس پردہ رہتے اور ہمیشہ بے تذکرہ دنیا میں بڑے سے بڑا کام کر جاتے ہیں۔ ان خطوں کی زبان ادب اور واقفیت کے لحاظ سے معمولی نہیں ہے اور انکے نصب العین اور انکے معانی کے اندر ایک بڑا جہان اضطراب پوشیدہ ہے۔ معلوم نہیں کہ ان لوگوں کے پاس جو اسکے راقم ہیں کونسا آلہ ہے جس سے یہ لیڈروں اور انکے شاندار سے شاندار کارناموں کی قلعی کھولنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور جو بات کہتے ہیں وہ ضرور آگے چلکر پیش آتی ہے یہ خطوط اس دوربین کی طرح ہیں جو جہاز کے آگے آنیوالے خطرات اور راستہ کا پتہ دیتی ہے۔ یہ وقتاً فوقتاً اخبار مشرق میں چھپے ہیں اور جو سب

آخری خط تھا وہ سب سے پہلے اسلئے یہان رکھا گیا ہے کہ وہ اسوقت کی تازہ ترین فضائے سیاسی کا ایک نقشہ ہے اسکے بعد درجہ بدرجہ جو خطوط درج ہین وہ اس بام سیاست کے زینے ہین جہان سے آپ اپنے خیال کو نیچے اتارنے مین معلوم کرسکتے ہین کہ ملک اس بام تک کیسے رفتہ رفتہ پہونچا' اور جتنے زینے اس سے طے کئے تھے وہ وہی ہین جو ان خطون مین لفظونکی صورت مین قایم کئے گئے تھے۔

اب ہم آخر مین صرف یہ کہنا چاہتے ہین کہ آپ ان خطون کو پڑھکر خود ایسی جگہ پر غور کرین کہ ہندوستانی سیاسیات کیطرف اس جام جم مین کیا سے کیا نظر آتی ہے اور جو طلسمات کا ایک عالم چند اشخاص نام و نمود نے بنا رکھا ہے' اس کے اندر کس قدر نمایش' غرض پرستی اور ذاتیات کا تماشہ ہو رہا ہے۔

ایکہ با زلف رخ یار گزاری شب و روز
فرصتت باد کہ خوش صبحی و شامی داری

حافظا عادت خوبان ہمہ جور ست و جفا
تو کزین طائفہ امید وفا می داری (مرتب)

سُرخ پروانہ

مکتوب نمبر ۱۶۵۴۱ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "مشرق"! التسلیم - ہم آپ کے بہت مشکور ہین کہ آپنے ہمارا مکتوب شایع کردیا۔

الہ آباد مین لیڈرون کی کانفرنس ہوچکی - دہلی کی غلطی پر سب جمے رہے بلکہ بعض غدار ڈرپوک مدعی لیڈری مثلاً مہاراجہ محمود آباد و ڈاکٹر انصاری و سپرو تو اسکے لئے بھی تیار ہوگئے تھے کہ ہم گول میز کانفرنس کو منظور کرتے ہین خواہ اسیران سیاسی رہا کئے جائین یا نہ کئے جائین۔ اگر ہمارے رہنماؤن کا یہی حال رہا تو آگے خدا ہی مالک ہے۔ آج یہ اُسکے لئے تیار تھے کہ اپنے جوش مین بھرے نوجوانون، اپنے وطن کے مقدس سپوتون کو جیل مین رہنے دین ان کو فاقہ کرنے دین اور خود جاکر ولایت مین انگریزی مدبرین کے ساتھ ضیافتین اُڑائین اور سیر و تفریح کرین۔ کل یہ لوگ اسکے لئے بھی تیار ہوجائین گے جو شخص آزادی کامل کا نعرہ لگائے اسکی گردن اُڑادی جائے۔ نوجوانو! آگاہ ہوجاؤ اگر ان بزدل لیڈرون کو ذرا سے اختیارات بھی ملے اور چند عہدے اور ملے تو یقیناً یہ لوگ وہی کرین گے جو جنرل مالکم ہیلی اور جافرے ڈی مونٹ مورنسی وغیرہ

کر رہے ہین۔ ممکن ہے کہ بجائے الگزینڈر ہیلی وغیرہ کے آپ موتی لال سپرو۔ جناح
وغیرہ کو گورنر پا ئین۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ یہ لوگ مالکم ہیلی وغیرہ سے ظلم کرنے
مین کہین بڑھ چڑھ کر ہون گے۔ ہم وہ زمانہ نہین بھولے جبکہ سپرو نے بحیثیت
لا ممبر گاندھی کو قید کرایا تھا ہمین وہ دن یاد ہین کہ مہاراجہ محمود آباد نے
بحیثیت ہوم ممبر موتی لال۔ ہرکرن ناتھ۔ خلیق الزمان وغیرہ کو جیل مین
ٹھونس دیا تھا۔ پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ کل کو جب بر سر اقتدار ہونگے
تو طالبان آزادی کا کیا حشر ہوگا۔ یقین مانئے کہ آج کل تو آپ موجودہ
طرز حکومت کے خلاف کچھ تقریری و تحریری پروپیگنڈا کر بھی سکتے ہین،
لیکن ان غداروں کے دور مین اس کی سزا موت اور صرف موت ہوگی
ہمارے مقدمون کی سرکاری پیروی لینگفورڈ جیمیز کرین گے نہ کارڈن نوڈ
بلکہ خدا سلامت رکھے موتی لال کو۔ جناح کو۔ سپرو کو۔ حسن امام کو۔ علی امام کو
چاگلہ کو۔ بی ال متر کو۔ یہ لوگ نہایت خوشی کے ساتھ ہمارے خلاف اپنی
وکیلانہ ذہنیت کا پورا مظاہرہ کر گزرین گے۔ ہمارے مقدمونکا فیصلہ ہمارے
موت کے فتوی پر دستخط نہ ملز و ھائٹ کرین گے نہ سرگرم وڈ میرس۔ بلکہ
گاندھی۔ انصاری۔ آزاد۔ جو ہر لال۔ مالوی ہمین اپنے ہاتھون پھانسی
پر چڑھائین گے۔ عزیزو! خدا را خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اس شخصیت
پرستی اور لیڈر گردی کے طلسم کو توڑ ڈالو۔ وہی کرو جو ٹریڈ یونین کانگریس نے

اپنے تازہ جلسہ منعقدہ ناگ پور مین کیا یعنی کم ہمت جی حضوری مدعی لیڈری اشخاص مثلاً چمن لال جوشی وغیرہ کو نکال باہر کیا جو ایک طرف تو مزدورون کو اسٹرائک کی ترغیب دیتے اور ان کو فاقون مار کر چندے کی اپیل کر کے اپنی جیبین پُر کرتے ہین۔ اور دوسری طرف اس کمیشن کی ممبری کو جس کا مقصد وحید مزدورون کی تحریک حریت کو کچلنا اور پامال کرنا ہو نہایت خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہین اور ذرا شرماتے نہین، اور پھر چاہتے ہین کہ اپنی رہنمائی کی ساکھ قایم رکھین، بقول شاعر ؎

ہے بعد کربلا سے اور قرب یزید بھی
اور چاہتے ہین یہ کہ نہ ہون پنجتن سے دُور

خوشی کی بات ہے کہ مزدور بھائی ان مکارون اور چالبازون کے دم بھانسون کو سمجھ گئے اور انھون نے ان رجعت پسندون کو بیک بینی و دو گوش نکال باہر کیا۔ گو ہمین افسوس ہے کہ غدار قوم جواہر لال کی صدارت کو انھون نے کس طرح منظور کیا۔ ہمین حیرت ہے کہ جس پنڈال مین جلی قلم یہ لکھا ہو "نہرو رپورٹ تباہ کردو" "ہمین گول میز کانفرنس منظور نہین" وغیرہ اس پنڈال مین ایک ایسا شخص قدم رکھے جو اپنے تمام سابقہ کارنامون پر پانی پھیر کر دہلی کے رجعت پسندانہ اعلان اور مشہور غلامی دستاویز یعنی نہرو رپورٹ پر دستخط کر چکا ہو اور صرف دستخط ہی نہین اسکی حمایت مین پروپیگنڈا کر رہا ہو

ہمین اپنے مزدور بھائیون سے کامل امید ہے کہ وہ اس فریبی کو بھی اپنے زمرہ سے خارج کر دین گے۔ ہمین تو جواہر لال کی غیرت پر ہنسی آتی ہے کہ اس بے حمیت نے کیون ایسے پنڈال مین قدم رکھا جس مین اس قسم کے حرتیت آمیز کلمے لگتے تھے۔ جواہر لال اب تجھے کیا سوجھی کہ انند بھون کی پر عیش و عشرت کوٹھی کو چھوڑ کر غریب جانبازان آزادی یعنی مزدورون کی رہنمائی کیلئے آیا تو شوق سے جا اپنے انگریز دوستون سے مل ہم کو تیری مطلق پروا نہین۔ رہنمائی وہ شخص کرسکتا ہے جو اپنی جان مال ہر چیز لٹانے کیلئے ہمہ وقت تیار رہے لیڈری کا مستحق وہ ہے جو فاقون مرنا قبول کرے لیکن استبدادیت کے آگے سر نہ جھکائے حقیقی رہبر وہ ہے جسے کلمہ حق کہنے سے نہ باپ باز رکھ سکین نہ گرو اور نہ کوئی عزیز اور دوست۔ بھلا تجھ جیسے پروردہ ناز و نعم گمراہ و بے شعور ہماری رہنمائی کس طرح کرسکتے ہین ؎

در رہ منزل لیلےٰ کہ خطرہاست بجان
شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی

اے خود ساختہ رہنماؤ! اے دعویداران لیڈری! آگاہ اور ہوشیار ہو جاؤ! .... اور اپنی لغویات سے باز آؤ۔

ہم لاہور کانگریس تک تمہارا تماشہ دیکھ رہے ہین اس دوران مین اگر تم نہ سنبھلے تو تمہارے ساتھ اور تمہارے ولی نعمت...... کیساتھ وہ کیا

جائے گا جو دنیا مین ہر جگہ غدارون اور ظالمون کے لئے کیا گیا۔ زار روس کتنے مرتبہ وجاہ کا شخص تھا لیکن اسکی استعماریت پراگندہ کی گئی اور اسکی مفلوک الحال اور بے بس رعایا نے اسکو جہنم رسید کیا۔ بچہ سقہ کا خاتمہ ہوئے بہت تھوڑا عرصہ گزرا۔ ترکون نے غدارون کے ساتھ جو کچھ کیا تمھین معلوم ہے فرانس کے خاندان شاہی کا حشر تم نے یقیناً تاریخ مین پڑھا ہوگا، لیکن شاید تمھارا کمزور حافظہ ان واقعات کو فراموش کر چکا ہو اسلئے ہم تم کو یاد دلاتے ہین اور یہ بھی جتائے دیتے ہین کہ ان واقعات کا اعادہ بہت جلد ہو سکتا ہے، اور غالباً ہو کر رہیگا۔ چند روز اور عیش کرلو بھگت سنگھ اور دت کو پھانسی پر چڑھا لو۔ راج گورو ایم۔ شوکت عثمانی وغیرہ پر سختیان کرلو۔ سیاسی قیدیون کا مضحکہ اُڑا لو۔ بعد ازان ہمارے انتقام کی تلوار تمھارے گردن پر چلے گی۔ خدا کی چکی بہت دیر مین چلتی ہے لیکن جب چلتی ہے تو ایسا پیستی ہے کہ سُرمہ بھی باقی نہین بچتا۔ ہم آپ کے ذریعہ سے اخبار "ہمدم" کے بدزبان مدیر کو اطلاع دیتے ہین کہ وہ ہمارے مکاتب شائع کرے، اور ہمارے خلاف اور ہمارے مقاصد و عزائم کے خلاف تمسخر و استہزا اور بدگوئی و ہزل گوئی سے باز آئے، ورنہ ہم اُسکا اور اسکے آقائے نامدار سابق ہوم ممبر گورنمنٹ یوپی و حال ممبر کونسل آف اسٹیٹ کو ہمیشہ کے لئے قبر مین سلا دین گے............ آزادی

کوشش سے ملتی ہے مانگے سے نہیں - نہرو رپورٹ وا علان دہلی و جہنم - لاہو
کانگریس تک ہم غلامی کو مجبوراً برداشت کریں گے اسکے بعد ایک منٹ
کے لئے بھی نہیں - راقم - اننت نرائن نگم نیشنل پبلسٹی افیسر افواج
جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ رجمنٹ نمبر ۸ قیصر باغ ۱۹۲۰ء

آج ہم جوانان حزب الاحرار یا مجاہین حریت کا پانچواں خط درج کرتے
ہوئے افسوس کرتے ہیں کہ بہت دنون کے بعد زمانہ حال کے پیشوایان
ملک کے پرفریب سیاسی چالون کے مجروحین کا خط ہمارے پاس آیا مگر
ٹھیک ایسے وقت پر آیا کہ لوگون کو تصویر کے اس رخ کے جلوہ فشانی کا
سخت سے انتظار تھا حقیقت یہ ہے کہ رہبران ملک بقول ایک سیاسی
غواص کے راستے کی میل کی طرح ہوتے ہیں آنے والے جانے والے ہم
نشان میل پر پہونچکر تھوڑی دیر ٹھہرتے اور آگے بڑھ جاتے ہیں بعینہ ہمارے
ملک کا یہی حال اسوقت ہے کہ ہمارے نشانات میل یعنی رہبران قوم جہان تھے
پڑے ہوئے ہیں اور ملک کے نوجوان اس سے آگے جا رہے ہیں - اگر آج
گورمنٹ کے سہارے موجودہ لیڈران ملک نہ کھڑے ہوتے تو معلوم نہیں
موجودہ سیلاب آزادی انھیں تنکے کی طرح کہان لیجاکر پھینکتا - یہ خط پڑھنے
اور غور کرنے کے قابل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ مشاہیر وطن

دو عظمت سے ہمارے نوجوان اسلئے بیزار ہین کہ وہ ایک طرف نوجوانون کو
بھڑکاتے جیل بھیجواتے پھانسی پر لٹکواتے ہین اور دوسری طرف ان قربانیون
کو گورنمنٹ کے ہاتھون فروخت کرکے آسان ترین فرصت مین حضور وائسرائے
کی دعوت پر لبیک کہنے کو تیار ہوجاتے ہین۔ اے کاش! ہمارے نوجوان
اسکو پہلے چیت لیتے۔ ع

من نہ کردم شما حذر بکنید

آج چند تھوڑدلون اور بھگوڑون کی جمعیت جسکا نام کانگریس ہے،
وہ چند خود غرضیون کمزوریون اور پسپائیون کا ایک عالم نامراوی ہے
جس پر نظر ڈالنے سے خیال آتا ہے کہ اگر ہمارے نوجوان احباب انکے
خودساختہ اشکال تزویر و تحریص نہ پڑتے تو وہ کسی راستہ پر ہوتے ہم
پھر بھی کہین گے کہ موجودہ مشاہیر وطن اپنی زندگی کا دور ختم کرچکے ہین
گورمنٹ نے ان کی کمزوری کا پردہ فاش کردیا ہے اور جو قبائے
ناموری اور رداے حریت ان کے جسمون پر نظر آرہی تھی ان کا تار تار
الگ کردیا ہے ایسی حالت مین کیا امید ہوسکتی ہے کہ یہ لوگ ملک
کی داد و فریاد کو ٹھنڈے دل سے سُنین گے۔ ہم اپنے نوجوانون سے
پھر بھی کہین گے کہ وہ اپنی قربانی اور جانبازی کا صحیح مصرف سوچ
سمجھ کر طے کرین۔ ان بھگوڑون، ان بزدلون اور خود غرض تاعاقبت

اندیشون کا ساتھ کبھی نہ پکڑین ؎

ہون فریب نگہ یار کا قائل اکبر

مرتے مرتے نہ کھلا یہ کہ جفا ہوتی ہے

مکتوب نمبر ۲۰۳۵۴ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ

زندہ باد انقلاب! جناب مدیر صاحب اخبار مشرق! تسلیم۔

ہمین ندامت ہے کہ ایک عرصہ سے ہم آپکے جریدہ مین اپنے افکار کا اظہار نہ کرسکے بہرحال اسکو شایع کرکے ممنون فرمایئے۔

کیا ہندوستانی اور خاصکر نوجوان ہندوستانی اب بھی آنکھین نہین کھولین گے؟ بھارت ماتا کے شیدائیو! تم کب تک ان گمراہ و بزدل مکار و ڈرپوک لیڈرون کے پھندے مین پھنسے رہوگے۔ یہ وہ لوگ ہین جو زبان سے مکمل آزادی انڈیپنڈنس کے شاندار نعرے لگاتے ہین۔ کانگریس اور دیگر ملکی انجمنون کے اسٹیجون پر انگریزی حکومت کو شیطانی حکومت بتاتے ہین لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو یہ بزدل اپنی آراستہ کوٹھیون اور محلون مین گھس رہتے ہین۔ غریب نوجوان اپنی جانین دیتے ہین۔ یہ مزے سے وائسرائے و گورنر کی پارٹیان اڑاتے ہین۔ ان رہنماؤن کی مکاری ڈپلومیسی کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ انھون نے وائسرائے کا اعلان ہوتے ہی بلا

تکلف بلا سوچے اسکا خیر مقدم کیا۔ اور کانگریس کے الٹی میٹم اور گزشتہ تجاویز کو خاک میں ملا دیا۔ خیر، گاندھی کا شکوہ فضول ہے۔ جب وہ بردولی میں تحریک حریت روک کر حق کو تقریباً گت میں گرا چکا تھا تو اس موقع پر وہ کب اس سے چوکتا۔ موتی لال کا گلہ بھی نہ کرو کیونکہ یہ وہ حضرت تھے جنہوں نے داخلہ کونسل کی ہوا گینی چھیڑ کر محض آزادی کو درہم برہم کر دیا تھا۔ مالوی کی شکایت بیکار ہے کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ وہ اول نمبر کا خوشامدی ہے۔ مہاراجہ محمود آباد کے خلاف ہمیں کچھ کہنا ہی نہیں کیونکہ یہ وہ ہستی ہے جو ایک طرف موتی لال کی رفاقت کا دعویٰ کرتی رہی اور اسوقت ان کو جیل بھجوانی تھی۔ علی امام کو کیوں برا کہا جائے اسلئے کہ انھوں نے کس دن اپنی پریکٹس ترک کرکے قومی خدمت انجام دی ہے۔ سپرو جیکر گورنمنٹ کے ممبر رہ کر رہنماؤں کا قید و بند کا باعث ہوئے۔ بری الذمہ ہیں انصاری جو ہمیشہ کے بیوقوف اور احمق ہیں انکو نہ سمجھ ہے نہ عقل۔ غلط تو اب لیڈر بن بیٹھے ہیں ایسوں کی بات کا کیا اعتبار۔ مگر ہمیں رونا آتا ہے علمبردار حریت کا یعنی جواہر لال نہرو پر ہم متحیر ہیں کہ کس طرح یہ شیر حریت گیدڑوں کے پھانسے میں آگیا اور بلا پس و پیش ایک ایسے اعلان پر جس میں انڈیپنڈنس تو الگ رہی ڈومینین اسٹیٹس بھی نہیں ملتی دستخط کر بیٹھا ۔۔۔۔ آہ جواہر لال! ہم سے اس کی توقع کبھی بھی نہ تھی تم نے وہ حرکت کی جو سر مائیکل اڈوائر و لارڈ ریڈنگ نے

بھی نہ کی ہوگی۔ اسوقت جتندرناتھ داس اور بھگونتی ورایا کی پاک اور پوتر روحین تمھین کس نگاہ سے دیکھ رہی ہونگی اور بھگت سنگھ و دت تمھارے کایا پلٹ پر کیا راے قایم کر رہے ہون گے۔ آہ! تمھین انکا ذرا بھی خیال نہ آیا؟ اور تم اپنے گرگ باران دیدہ حزانٹ وکیل باپ موتی لال کے اور پیر فرتوت گاندھی کے کہنے مین آکر اپنی سابقہ قربانیون کو مٹی مین ملا بیٹھے تم نے اپنی وقعت کھو دی۔ اب ہماری نظر مین تم اور برکنہیڈ یکسان ہو ہمین امید تھی کہ کانگریس مین تمھاری زیر صدارت علم آزادی بلند کیا جائیگا نوجوانون کی رہنمائی مین تم سوراج لوگے۔ پرانے مکار اور خائن لیڈرونکو گوشہ نشین ہونا پڑیگا مگر ہماری امنگین مٹی مین مل گئین۔ جب ہم نے سنا کہ تم بھی اپنی دائمی غلامی کے اعلان پر بھگت سنگھ اور دت وغیرہ کے پروانہ قضا پر نوجوانون کی گردن کاٹنے کے حکم پر دستخط کر بیٹھے۔ جان لو اور سمجھ لو کہ نوجوانون اور غریبون کا اعتبار تم سے اٹھ گیا۔ اب ہر جگہ تمھاری عزت ذلت سے بدل جائے گی۔ یاد رکھو کہ تم ایسے پچاس اگر سیدھی راہ سے بہک جائین تب بھی ہم اپنے عزائم اور ارادون سے باز نہین آسکتے۔ ہم اس مغربی گورکھ دھندے کو اور اس حکومت کو جسکا نام انگریزی حکومت ہے.... کر رہین گے خواہ کتنی ہی قربانی کرنی پڑے۔ کان کھول کر سن لو کہ جون ہی ہندوستان آزاد ہوگا تم ایسے کاسہ لیسون غدارون رجعت پسندون کا بوزن بول دیا

جائے گا۔ تم کو بچہ سقہ کا حشر اپنے سامنے رکھنا چاہئے غداروں کا یہی انجام ہوتا ہے ابھی تو خیریت ہے سنبھل جاؤ ورنہ پھر ہمارے انتقام سے نہ تم بچ سکو گے نہ تمھارے پدر بزرگوار اور نہ تمھارے پیر مرشد یعنی گاندھی جی اور نہ تمھارے ولی نعمت سر مہاراجہ آف محمود آباد۔ اور نہ تم کو لارڈ اروِن کا تملق بچا سکے گا نہ ویجوڈ بین کی تقاریر۔ سنبھلو ورنہ اپنے برُے انجام اور پاداش عمل کے لئے تیار ہو جاؤ۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

زندہ باد انقلاب! پائندہ باد انقلاب!! جنھوں نے وائسرائے کے اعلان پر دستخط کئے وہ حق کے غدار ہیں۔ ہمیں جواہر لال پر اعتبار نہیں۔ جواہر لال کانگریس کی صدارت چھوڑ دو۔ وائسرائے کا اعادہ دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ نوجوانوں بیدار ہو! تباہ باد استعمار فرنگ۔

انت نرائن گم نشتنل سبسٹی آفیسر رجمنٹ نمبر ۸۰ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ قیصر باغ ۱۶؍۱

سُرخ پروانہ

آہ! جتندر ناتھ داس!! دنیائے فانی سے خداوند تعالیٰ کے یہاں چلے گئے۔ حکومت کے جبرو استبداد نے انکی قیمتی جان تلف کردی۔ آہ! ۶۱ دن کے طویل فاقہ سے بھی حکومت نہ پسیجی اور اپنی ضد کی بدولت ہندستان

کے مایۂ ناز و قابل فخر سپوت کی زندگانی کو تیغ قضا کے ہاتھون برباد کر دیا۔ کیا گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ جتندر ناتھ آنجہانی کے مرنے سے روح حریت سلب ہو جائے گی۔ نہین نہین ہرگز نہین، اب ہندوستان مین ایک دو نہین، صد ہا صد ہا بھی نہین، لکھوکھا جتندر ناتھ داس و بھگت سنگھ پیدا ہونگے اور اپنی جانین دینگے تاوقتیکہ اپنے مقصد مین کامیابی نہ حاصل کر لین ؏

دیکھنا ہے زور کتنا خنجر قاتل مین ہے

آج مسٹر گریرار اور سر جافرے مورنسے خوش ہو لین کہ انکے ناز و انداز مین ایک بہادر و دلاور شخص کی جان تلف ہوئی۔ آج موتی لال سپیشر و بغلین بجا لین کہ جن بیچارون سے اظہار ہمدردی کرتے ڈرتے تھے وہ جان بحق تسلیم ہو گئے۔ گاندھی و مالوی مسرور ہو لین کہ کانگریس پر قبضہ کرنے والے نوجوانون مین سے ایک قابل شخص کی جان جاتی رہی۔ آہ ہماری اس مصیبت پر جملہ غداران وطن خوش ہین لیکن وہ یاد رکھین کہ اس "آج" کا "کل" بھی بہت جلد آنیوالا ہے اُسدن ان لوگون کا وہی حشر ہو گا جو دنیا مین ہر جگہ غدارون کا ہوا ہے۔ ان کو اپنے اعمال کی پوری سزا ملے گی۔ اُسدن، حسرت و تاسف کچھ کام نہ دے گا۔ آج تمھاری دکان سے چل رہی ہو لاکھون روپے کما رہے ہو۔ تمھین ہم جیسے فاقہ کشون و زندگی نثار کرنے والون کی کیا خبر۔ کل تمھارے لئے موت کا انتقام اور اسکے بعد آسمانی انتقام تیار

ہے۔ جتندر ناتھ داس نہین مرا وہ زندہ ہے، اور جب تک دنیا مین تاریخ کا وجود ہے اسکا نام شہدائے وطن کی فہرست مین الفاظ زرین سے لکھا جائے گا۔ اور وہین ان رسوا اور بزدل لیڈرون کا نام بھی غدارونکی فہرست مین لکھا جائے گا اور سب سے اول پر لکھا جائیگا کہ موتی لال جو صدر کانگریس تھے انھون نے نہایت رعونت کے ساتھ اسیران لاہور سے ہمدردی کا رزولیوشن کانگریس مین پاس نہ ہونے دیا۔ اس مین لکھا جائے گا کہ گاندھی نے اپنی بزدلی سے تحریک ستیاگرہ بردولی مین روک کر جذبۂ وطن کو پامال کرادیا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہندوستان آزاد ہوتا اور داس بیچارے کو جان قربان نہ کرنی پڑتی۔ اس مین یہ بھی تحریر ہوگا کہ سیف الدین کچلو نے ان شہداء کے مقدمون کی پیروی نہین کی کیونکہ معاوضہ ملنے والا تھا، اور حکومت کی ناراضی کا ڈر تھا۔ بلکہ انھین دنون مین ڈاکٹر کچلو ایک...... شخص کی پیروی کے لئے لکھنؤ مین تشریف رکھتے تھے، ایک گرانقدر فیس آپ کو روزانہ ملتی تھی اور طلبہ کو سیاست کا درس بھی لکچرون مین دیتے تھے، حالانکہ عمل مین بالکل کورے اور نہایت بزدل تھے۔

خیر جو کچھ ہوا تھوڑا نہین ہوا۔ ہم جتندر ناتھ داس کا بدلہ کل انگریزی سے لین گے۔ غدار لیڈرون سے لین گے۔ اب ہمارے دل و دماغ پر انتہائی رنج طاری ہے۔ ہم جو کچھ نہ کر گزرین تھوڑا ہے۔ ہم کو اب نہ کسی کا وعظ و پند

روک سکتا ہے نہ حکومت کے مظالم کا خوف ہمکو ہمارے عزائم سے باز رکھ سکتا ہے
ہم جتندر ناتھ داس اور دت کی روش پر چلینگے۔ جان لینگے اور جان دینگے۔ جتندر ناتھ داس تم تو یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے ؎

خونے نہ کردہ ایم وکسے را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمین کہ عاشق روے تو گشتہ ایم

گھبراؤ نہیں، ہم سب تمھارے نقش قدم پر چلینگے اور تم سے آملینگے تم نے ہمارے لئے راستہ کھول دیا ہے۔ خدا تمھاری روح کو صبر سکون بخشے اور تمھاری قربانی مریض ہندوستان کے لئے آب حیات ثابت ہو۔
زندہ باد انقلاب! پایندہ باد انقلاب!! آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے" شاد باش! روح جتندر ناتھ داس۔ تیری موت دنیا کے لئے قابل رشک ہے، ہماری زندگی آزادی وطن کے لئے صرف ہوگی۔ جتندر ناتھ داس اپنے مقصد پر پہونچ گیا، ہم کو پہونچنا باقی ہے۔ غلامی کی کڑیاں ٹوٹ کر رہینگی۔

راقم تمھارے نقش قدم پر چلنے کا آرزومند، اننت نرائن نگم نیشنل لیڈر... افواج جمہوریہ ہند سعید رجمنٹ نمبر ۸ قیصر باغ نمبر ۱۶ آر کے، ٹنڈن روڈ
لکھنؤ

مکتوب نمبر ۶۰۱۲ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ رجمنٹ نمبر ۸

بنام شاہ نذیر ہاشمی و قاضی مقبول حسین مدیران اخبار مشرق گورکھپور

ہمارا دوسرا مکتوب آپنے شائع کر دیا۔ اسکے ہم ممنون و مشکور ہوئے لیکن اسکی کیا وجہ ہوئی کہ آپنے بعض الفاظ و فقرات حذف کر دئے۔ امید ہے کہ آیندہ سے اس فعل کا ارتکاب نہ کیا جائیگا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ابھی ہمارے ہم خیال ہندوستان مین بہت کم ہین باین بے سامانی و قلیل التعدادی جو کچھ ہم کر رہے ہین وہ نہ آج تک کانگریس کمیٹی سے ہوا نہ لبرلون سے نہ خلافت والون سے نہ ہندو سبھا و تبلیغ والون سے۔ ہندوستان کے تمام فرقہ پرور و استعمار پسند گروہ ہم سے ناراض اور ہمارے درپے آزار ہین۔ تازہ ثبوت یہ ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو صدر کانگریس نے کانگریس کمیٹی کے تازہ اجلاس منعقدہ الہ آباد مین اسیران میرٹھ و لاہور سے ہمدردی کے رزولیوشن کے پیش کرنے تک کی اجازت نہین دی۔ یہ ایسی حرکت تھی جو غالباً حکام انگریزی سے بھی سرزد نہین ہوئی تھی جہان جہان اسیران لاہور کی حمایت کے جلوس نکلے غالباً کسی جگہ حکومت نے انھین نہین روکا۔ کیونکہ انھون نے دیکھ لیا کہ انکا فرض ایک نیشنلسٹ و مدعی قوم پروری صدر کانگریس یعنی موتی لال نہرو نے انجام دیدیا

"سعدی از دست خویشتن فریاد"

پنڈت جی اگر بُرا نہ مانین تو ان سے ہم کہین کہ از راہ کرم قوم کے حال پر رحم کھائین اور سر تیج بہادر سپرو کی طرح حکومت ہند کی لا ممبری یا لارڈ سنہا کی طرح گورنری یا سر سنکرن نائر کی طرح سائمن کمیٹی کی صدارت منظور کر لین تا کہ دنیا اس مار آستین سے ہوشیار ہو جاوے۔ پنڈت جی یاد رکھین کہ نوجوانان ہند مین بیداری کی اسپرٹ پھیل چکی ہے۔ اسے نہ آپ جیسے وکلا و بیرسٹر اپنی چرب زبانی سے روک سکتے ہین' اور نہ حکومت کا جبر و استبداد اس گلستان کو پامال کر سکتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء سے لیکر آجتک ہم نے جو کارنامے کیئے ان کی مختصر فہرست یہ ہے۔ بھلا پنڈت جی کے قماش کے کسی فرد نے اسکے نصف یا چوتھائی کی بھی جرأت کی ہے۔

(۱) مسٹر ڈے کو کلکتہ مین قتل کیا گیا (۲) کاکوری مین ٹرین پر سے خزانہ لوٹا (۳) سانڈرس کو قتل کیا (۴) دہلی اسمبلی مین بم پھینکا (۵) سائمن کمیشن کو بذریعہ بم اُڑا دینے کی کوشش کی مگر افسوس راستہ مین بمقام میٹھم بم پھٹ گیا (۶) والسرائے کی اسپشل گرانے کی بہ مقام نیرہ دو دن ناکام کوشش کی گئی (۷) بنگال و پنجاب مین متعدد سیاسی ڈاکے مارے (۸) حکومت ہند کا تختہ الٹنے کے لئے میرٹھ۔ دلو گڑھ۔ لاہور وغیرہ مین سازشین کین (۹) مسٹر بنرجی خفیہ پولیس بنارس پر گولی ماری مگر وہ بچ گئے (۱۰)

مسٹر اسکاٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہمارے خوف سے انگلینڈ فرار کر گئے (۱۱) بستی مین ڈاک لوٹی (۱۲) متعدد مقامات مین بم سازی کے کارخانے قایم کئے جنکا پتہ حکومت کو چلگیا (۱۳) حال ہی مین بنارسی لال اقبالی گواہ مقدمہ کو بم بھیجا مگر وہ بچ گیا۔

یہ ہمارے کارنامون کی ایک مختصر فہرست ہے حالانکہ اس سے زیادہ ہم کر چکے اور کرین گے خواہ کانگریس ہماری مذمت کرے یا حکومت ہمارے لئے سیفٹی بل بنائے۔ ہم دونون کی مخالفت برداشت کرین گے۔

ہم نے حکومت کے مقابلہ مین ایک جوابی قومی حکومت قایم کرلی ہے۔ فی الحال ہر ضلع مین ہمارا ایک نمایندہ (جسے ڈپٹی کمشنر کہنا مناسب ہے) یکم ستمبر سے تعینات کیا جائے گا۔ چنانچہ ایک گورکھپور مین بھی آئیگا۔ ان نمائندون کی فہرست ارسال ہے۔ آپ اسے شائع کرین اور بغور ملاحظہ فرمائین کہ ہم نے ہندوستان کی اقلیتون کے ساتھ کتنا زیادہ مساویانہ سلوک کیا۔

فہرست نمائندگان

(۱) لکھنؤ	عبدالجلیل صدیقی	(۵) الموڑہ	علی حسین نقوی
(۲) میرٹھ	ایس۔ ان۔ جوشی	(۶) نینی تال	رام نرائن گنجو
(۳) شاہجہانپور	مشفق علیخان درانی	(۷) فیض آباد	مسیح الدین فاروقی
(۴) گڑھوال	راجندر کمار لہری	(۸) جھانسی	سردار گلاب سنگھ

(۹) کانپور	مسٹر اے ایڈورڈ	(۲۶) مظفرنگر	سنت بخش سنگھ
(۱۰) جونپور	جگل کیشور مہتہ	(۲۷) بلند شہر	سعید رضا اویسی
(۱۱) سہارنپور	معین الدین ہاشمی	(۲۸) ہمیرپور	سچدانند ہتکاری
(۱۲) بستی	مہابیر پرشاد سکسینہ	(۲۹) پیلی بھیت	شاہد حسین جعفری
(۱۳) باندہ	محمد حسن خان	(۳۰) اعظم گڑھ	گنگا سرن نقشی
(۱۴) آگرہ	ناگندرو ناتھ گھوش	(۳۱) غازیپور	حشمت اللہ
(۱۵) متھرا	محمد ذکی علوی	(۳۲) بلیا	رام ناتھ ورما
(۱۶) بنارس	ہری کشن گپتا	(۳۳) بجنور	عبد العلی خان
(۱۷) گورکھپور	بشیر احمد عثمانی	(۳۴) ہردوئی	ہربلاس شرما
(۱۸) فرخ آباد	جگدیش پرشاد بجپیا	(۳۵) سیتاپور	منور علی قزلباش
(۱۹) بریلی	مصطفٰے حسین رضوی	(۳۶) اناؤ	شام بہاری کپور
(۲۰) بدایون	امبکا چرن چٹرجی	(۳۷) فتح پور	مرزا وجاہت بیگ
(۲۱) علی گڑھ	علی صفدر کاظمی	(۳۸) ایٹہ	جمنا سروپ ٹنڈن
(۲۲) مراد آباد	دامودر راؤ بنگلیکر	(۳۹) اٹاوہ	فرید حسین
(۲۳) بارہ بنکی	مشتاق احمد حنفی	(۴۰) جالون	ستندرو ناتھ مکرجی
(۲۴) گونڈہ	اوم پرکاش سنہا	(۴۱) ڈیرہ دون	محمد الیاس خان
(۲۵) بہرائچ	نور الحق نظامی	(۴۲) مرزاپور	سدھیشور پرشاد سنہا

(۴۳) لکھیم پور کھیری — حسن عباس
(۴۶) پرتاب گڑھ — ٹی اے سوامی آئنگر
(۴۴) رائے بریلی — پرشوتم لال اگروال
(۴۷) الہ آباد — محمد یٰسین زبیدی
(۴۵) سلطانپور — محمد فیاض بیگ
(۴۸) مین پوری — موہن کرشن سیٹھ

امید ہے کہ آپ ہمارے خط کو مکمل طور سے بلا تغیر و تبدل شایع کر دینگے۔

زندہ باد انقلاب! پایندہ باد انقلاب! زندہ باد بی۔ کے دت و بھگت سنگھ! دشمنان مادر جہنم! نہرو رپورٹ جلا ڈالو۔ ہم ایک منٹ قید غلامی برداشت نہیں کر سکتے۔ مکمل آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے اور ہم اسے لیکر رہینگے۔ تشدد نہ روح حریت کو پامال نہیں کر سکتا۔ نہرو اور ارون ہمارے لئے برابر ہیں۔ نوجوانان ہند بیدار ہوگئے ہیں۔

محمد عبید اللہ نیشنلسٹ آفیسر رجمنٹ نمبر ۸۰ افواج جمہوریہ ہند
متعینہ لکھنؤ ہیڈ آفس قیصر باغ نمبر ۱۶۔ ڈاکٹر آر کے نڈن روڈ

مکتوب نمبر ۶۳۰۰ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ رجمنٹ

جناب شاہ نذیر ہاشمی صاحب و قاضی مقبول حسین صاحب تسلیم!

آپ حضرات نے ہمارے مکتوب احمر کا جواب مشرق میں شایع کیا ہم مشکور ہیں کہ آپ نے ہمارے معروضات کو اعلیٰ پیمانہ پر شایع کیا ہے ہمیں تعجب ہے کہ قاضی مقبول صاحب کو اب تک اسکا یقین نہیں آیا کہ ہم نہرو رپورٹ کے

مخالف ہین ہم صاف اور صریح الفاظ مین اعلان کرتے ہین کہ نہرو رپورٹ ہمارے
لئے ویسی ہی ہے جیسی سائمن رپورٹ ہم دونون کو بالائے طاق رکھدینگے
ان مین سے کسیکو ہم سنگین کی نوک پر بھی تسلیم نہین کرسکتے۔ نہرو رپورٹ
نہرو، انصاری کی خود غرضی کا نمونہ ہے۔ نہرو رپورٹ سرمایہ دارونکو مستحکم
کرنے والی ہے۔ نہرو رپورٹ کی پشت پناہی پر جملہ سرمایہ دار قوتین سر
گرم عمل ہین۔ نہرو رپورٹ جہلاء و غرباء کیلئے سم قاتل سے کہین بڑھکر ہے
ہمین اچھی طرح معلوم ہے کہ موتی لال و مالوی و گاندھی و آزاد نے گورنمنٹ
کے ساتھ زبردست سازش کی ہے چائے کی ایک پیالی پر، نقرہ و سیم کی
ایک جھنکار پر انھون نے اپنے دعاوی آزادی بالائے طاق رکھدیئے اب
ان مین اور سنکرن نائر و نواب علی مین کوئی فرق نہین بلکہ وہ ان سے اچھے
ہین کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ حامی حکومت ہین اور سائمن کمیشن کا باوجود
ذلت ساتھ دیتے رہے لیکن نہرو وغیرہ تو سائمن کمیشن کی صرف اس لئے
مخالفت کرتے رہے کہ عوام مین ہر دلعزیز رہین لیکن جب لکھنؤ مین جان
بازی کا وقت آیا تو موتی لال پر دمہ کا دورہ پڑگیا خلیق الزمان اور ہرکرن
ناتھ مصرا (جو لکھنؤ کے سربرآوردہ سوراجی گنے جاتے ہین) خوف کے باعث
گھرون سے نہ نکلے۔ جواہر لال وغیرہ پر تو برائے نام چند ڈنڈے پڑے
ہمارے نوجوان بھائیون نے ان ڈنڈون کو اپنے سر پر لیکر جواہر لال کو بچالیا

ہم جواہر لال کو اچھا جانتے ہین لیکن بدقسمتی سے اسکا والد ایسا سخت گیر سرمایہ دار واقع ہوا ہے کہ جواہر لال کو بڑھنے نہین دیتا۔ حکومت ہمپر لاکھ تشدد کرے ہماری انجمنین توڑے ہمارے اعیان و اکابرین کو گرفتار کرے ہم کو پھانسی پر لٹکا دے چاہے موتی لال جی اور مالوی جی ہمارے خلاف کتنے ہی مضمون نگاری کرین لیکن نہ ہمارا خاتمہ ہو سکتا ہے اور نہ ہماری روح حریت سلب ہو سکتی ہے۔ ہم لاکھ دبائے جائین لیکن ہماری ہستی فنا نہین ہو سکتی۔ ہم لوگون کو ہندوستانی حکام و لیڈر بے حقیقت جانتے ہین کاش! وہ ایکبار ہمارے ایثار و تیاریون کو دیکھتے تو انکو پتہ چلتا کہ کونسلون کے گدے پر بیٹھنے سے ہندو مسلمانون کو لڑانے سے سوراج نہ ملتا ہے نہ ملیگا بلکہ اسکے لئے ہماری جیسی سرفروشی و مشقت شعاری کارآمد ہوگی سہ

دررہِ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان
شرطِ اول قدم آنست کہ مجنون باشی

حکومت اگر خیریت چاہتی ہے....... تو اسے لازم ہے کہ مقدمات لاہور و میرٹھ وغیرہ واپس لے لے اور ہمین آزادی کامل....... ورنہ اس کو اس بُری طرح...... پڑیگا خمیازہ..........

لیڈرون کو ہم متنبہ کرتے ہین کہ وہ ہندوستانیون کو بہت دھوکہ دے چکے۔ اب نوجوانان ہند ان کے فریب مین نہین آنے کے اور نہ حکومت کے

انکی بے اصولی و ظلم پروری کے باعث کوئی رعب ہے، اگر وہ اپنی خیریت چا
ہین تو میدان سیاست چھوڑ کر کسی گوشہ مین یاد الٰہی کرین اور اپنے گنا
بصد تضرع گریہ و زاری کرین شاید خداوند پاک ان کو عذاب دوزخ
سے نجات دے اور اگر ایسا نہ کیا تو کنج لحد مین ہمیشہ کیلئے سونے کے لئے
ہر وقت تیار رہین۔ پس سخن کوتاہ باشد والسلام۔

(۱) زندہ باد بھگت سنگھ جی کے وت دیگر اسیران سیاسی (۲) استعمار
تباہ باد (۳) اب لیڈر ہمین دھوکہ نہین دے سکتے۔ اب ہم خود لیڈر رہین
(۴) فرقہ پرستی چھوڑ کر قوم پرست بنجاؤ (۵) نہرو کانگریس سے مستعفی ہو جاؤ
(۶) نہرو رپورٹ دائمی غلامی کا پٹہ ہے۔

راقم انچارج پبلسٹی آفس یوپی رجمنٹ نمبر ۱ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ

مکتوب افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ نمبر ۲۱

بنام قاضی مقبول حسین صاحب اعزازی ایڈیٹر اخبار مشرق گورکھپور

زندہ باد انقلاب! پائندہ باد انقلاب!

جناب من!

۶ر جون کے مشرق مین آپ نے سردار محترم نراج سے خطاب کیا ہے ہم آپ کے
شریفانہ لب و لہجہ کے نہایت مشکور ہین۔ ہم خوش ہین کہ آپ نے ایڈیٹر ہمدم

طرح ہمارا مذاق نہین اڑایا اور نہ اڈیٹر اخبار حقیقت کی طرح روپوشی اختیار کی۔ ہم
ان کو پسند کرتے ہین خواہ وہ ہمارے دشمن ہی کیون نہ ہون۔ واقعہ ہے کہ حقیقت
بار کی لغو نگاری اور بے اصولی اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ کوئی شریف
شخص سلیم الطبع اسکو پڑھ نہین سکتا۔ آپ دیکھین گے کہ چند روز کے اندر
یسے بے اصول اور جھگڑ باز اڈیٹرون کا خاتمہ کردیا جائیگا۔ آپنے ہم کو نہرو
پورٹ کا حامی تصور کیا ہے اور فرقہ وار مسائل ہمارے سامنے پیش کئے
ین اسکے متعلق ہم صاف الفاظ مین اعلان کئے دیتے ہین کہ نہرو رپورٹ
ایک حرف بھی ہم نہین مانتے مگر ہمین اسکا علم ہے کہ نہرو رپورٹ تمام
کالت پیشہ دماغون کا نتیجہ ہے جس کو عمل سے کوئی سروکار نہین۔ نہرو رپورٹ
یا ہے جو آزادی ہند کو تباہ کرنیوالی مشین۔ نوجوانون کیلئے سم قاتل ثابت
ک ہندوستان مین فرقہ وارانہ مناقشات کو زندہ رکھنے والی چیز ہے۔ ہم
ہرو رپورٹ کے بزدل واضعین کے افعال پر پرزور اظہار نفرت کرتے ہوئے
علان کرتے ہین کہ ان ننگ انسان ہستیون کا خاتمہ کئے بغیر ہندوستان
سوراج حاصل نہین ہو سکتا۔

پنڈت موتی لال۔ پنڈت مالوی۔ ڈاکٹر انصاری۔ مولوی ابوالکلام
یسے اشخاص جنکا نہ کوئی اصول ہے نہ مذہب۔ ہندوستان کو سوراج نہین
لا سکتے۔

یہ لوگ ہزارون کی آمدنی رکھتے ہین ان کے دن بجلیون کے پنکھے تلے گزرتے ہین۔ کونسلون کے نرم گدّے ان کی تواضع کرتے ہین۔ عالیشان محل اور ہوٹل انکی قیامگاہ ہوتے ہین۔ یہ امیر طبقہ سے تعلق رکھتے ہین۔ یہ غریبون کا دکھ درد کیا جان سکتے ہین۔ یہ کس طرح ہندو مسلم لڑائی ختم کرا سکتے ہین۔ درانحالیکہ ان کی لیڈری کا دارومدار اسی پر ہے۔ سچ کہا ہے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ع

"آستین شکر آلود مگس ران نشود"

سوراج ہندوستان کو وہ شخص دلا سکتا ہے جو ہر وقت اپنی زندگی، اپنا مال، اپنی اولاد قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ ہم اپنے منھ اپنی تعریف کرنا نہین چاہتے۔ تاہم اتنا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ جتنے مصائب اور قربانیان ہم نے برداشت کی ہین اور کر رہے ہین اور کرین گے اسکا دسوان حصہ بھی نہ گاندھی نے برداشت کیا نہ موتی لال نہرو نے نہ مالوی نہ آزاد نہ کچلو نے

ہم ان تمام خودساختہ لیڈرون کے افعال ناشائستہ سے بخوبی واقف ہین۔ ہم یہ کہنے پر مجبور ہین کہ چور۔ ڈاکو جیسے مجرمون کے افعال ان سے کہین اچھے ہین۔ ہماری جماعت مین ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی۔ سکھ، سب شامل ہین لیکن کسی قسم کا مذہبی تعصب ہم مین نہین۔ ہم سب اپنے مذہب کے پابند ہین۔ ہم نے اپنے مذہب کو ترک نہین کیا۔ لیکن ہم ان لا مذہب

پنڈتون اور علماء (نہرو۔ آزاد) کی طرح مذہبی جھگڑے نہین کراتے۔ ہمارا مذہب مسلک یہ ہے جسکو کسی شاعر نے ادا کیا ہے ؏

ہم کعبہ و ہم بت کدہ سنگ راہ ما بود

رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

ہم آپ کے شریفانہ لب و لہجہ کے نہایت مشکور ہین۔ "حقیقت" کے مضامین پڑھکر ہماری نیت آپکے متعلق خراب ہوگئی تھی لیکن آپکے مضمون نے غلط فہمیون کا ازالہ کر دیا۔ امید ہے کہ آپ اس لایعنی اور مہمل مضمون کو جس کی نہ اردو صحیح ہے نہ انشاء درست ہے۔ ہم لوگون کی تعلیم بہت ہی کم ہے۔ خاصکر اردو۔ غلطیون پر عذر خواہی کرتے ہین۔

آپسے استدعا ہے کہ اس مضمون کے جواب مین اپنے زرین خیالات کا اظہار ضرور فرمائیے گا۔

ہمین افسوس ہے کہ آپکے انگریزی مضامین اور پمفلٹ ہم دیکھنے سے اب تک قاصر رہے براہ کرم ان کا پتہ معہ قیمت لکھئے ہم ضرور منگا کر پڑھین گے اور آپکے زرین خیالات سے مستفید ہون گے۔

ہمین نہایت رنج ہے کہ آپ کے اخبار کی مالی حالت خراب ہے، ہم آپکی دامے، ورمے، قدمے، سخنے امداد کر سکتے ہین۔ بشرطیکہ آپ اگر ہماری حمایت نہ کرین تو مخالفت بھی نہ کرین۔ یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ جو

دل سے نکلے ہین ارسال ہین۔ زیادہ نیاز۔

(۱) نہرو رپورٹ کو دریا مین پھینک دو! (۲) گاندھی اور نہرو سے کہو لیڈری کی کرسی ببراج کو دیدین! (۳) ہم آزادی کے لئے جیتے ہین۔ اور اسی کے لئے مرینگے! (۴) لیڈران فرقہ پرور درجہنم! زندہ باد انقلاب! پائندہ باد!!

اننت نرائن شرما نیشنل پبلسٹی افیسر یوپی۔ ہیڈ آفس لکھنؤ قیصر باغ نمبر ۱۶ رجمنٹ نمبر ۸۰ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ۔

ان دونون جوشِ جنون مرے دیوانون کو

عشق سے عشق محبت سے محبت مجھکو
اس قدر ذوق بلا شوق مصیبت مجھکو

شمع جہان کہین بھی ہو شبستان انجمن ہو یا غمکدہ ہو جب وہ روشن ہوتی ہے تو وہان پروانے پہونچتے ہین اور اسکے گرد طواف عشق کرتے اور شمع حق کے نظارہ کرنے والون کو اپنی زبان حال سے یہ پیغام دیتے ہوئے کہ "پروانگی کا ادا پروانہ را" اسی روشن قربان گاہ حسن و عشق پر اپنی بے دود سوختگی اور شیفتگی کا نذرانہ چڑھاتے ہین جنگل ہو یا آبادی۔ گورستان ہو یا قصر شاہی

سادھو کی کٹی ہو یا محبت کی خانقاہ ہو پروانون کی زندگی اسی مین اپنے کو کامیاب سمجھتی ہے کہ وہ ان امتحان گاہون مین سے جہان کہین بھی چھوٹے سے چھوٹا دیا، مومی شمع اور یا بتی قمقمہ حسن سوز دور سے نظر آئے وہان وہ اپنے رخت ہستی کو لیکر یعنی اپنے جنازہ کو خود اپنے دوش پر لیکر جا پہونچے اور اپنی ننھی سی جان نثار یار کر دے ۔

لاش پروانون کی گردش صبا آتی ہو ــ بے کفن میت ارباب وفا آتی ہے

ارباب صحبت اور حساس طبع حاشیہ نشینان شمع کدہ اکثر زخم کھا کر مجروح پڑا تونکو اپنے ہاتھوں سے لو کے قریب آنے سے روکتے ہین لیکن دیکھا گیا ہے کہ جس قدر ان کے طواف جانبازی مین دردمندان عشق حائل ہوتے ہین اسیقدر پروانونکا جوش فداکاری بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ رات کا بڑا حصہ گزرتا ہے اور وہ وقت شروع ہوتا ہے کہ جسکو نامزد نہین کیا جاسکتا ۔ مگر یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ رات بھر کے جاگے ہوئے نیند کے متوالے نظر آتے ہین ۔ ایسے پر اسرار اور ناقابل بیان کیفیات کے وقت مین قریب قریب عشق کی کل داستان ختم ہو جاتی ہے، اور پروانون کی لاشین ڈھیر ہو جاتی ہین، صرف ان کے نازک پر فرش پر لرزان اور رقصان دکھائی دیتے ہین۔ ایک بیخبر تماشائی جب ان پروانون کے پرون کو لرزان اور رقصان دیکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ شاید ان عشاق مین ابھی شوق شہادت باقی ہے لیکن تھوڑی دیر گزرنے نہین پاتی کہ آسمان سے

ہاتف صبح صادق آواز دیتا ہے کہ "دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را" یہی حال آج ہندوستان میں نہیں معلوم حکومت کی "ذاتی اقتدار پرستی" یا "پیشوایان ملک" کی غلطیوں سے پنجاب میں عبرت دہ خلائق ہو رہا ہے۔ اشتداد، گرفتاری اور مظاہرہ پرشور سے پنجاب میں ایک نئی زندگی جنم لے رہی ہے آج دس برس کے لڑکوں کی زبانوں پر "زندہ باد انقلاب! پائندہ باد انقلاب" کے نعرے ہیں۔ عورتوں کے جلوس نکل رہے ہیں اور دت اور بھگت کی تصویریں انکے ہاتھوں میں ہیں۔ موٹروں اور لاریوں میں سرفروش اور "موتو اقبال ان ہمتو توا" کے عامل نوجوان ہتکڑیوں اور بیڑیوں کی جھنکاروں میں عروس حریت کی برات سلئے عدالتوں کیطرف "عشق اپنے مجرموں کو پا بجولان لے چلا" کا سمان پیدا کر رہے ہیں۔ ظفر علی خان سے مقاطعہ جو جمی والے دن کے مظاہروں میں حصہ لیا گرفتار ہوتے ہیں ضمانت پر رہا کئے جاتے ہیں لیکن پھر وہ ضمانت منسوخ کرا دیتے اور قید میں چلے جاتے ہیں جاتے وقت نوجوانان ملک کو پیغام دیتے ہیں کہ ہم کو تم ہی لوگ آکر آزاد کرانا۔ یہ دار و رسن کی ارزانی۔ یہ ذوق قربانی کا سیلاب و کشش جذبہ اور یہ عام شورش پسندی ممکن ہے کہ پنجاب میں پھر کوئی دوسرا جلیانوالہ باغ پیدا کرے اور وہ حکومت اور رعایا دونوں کیلئے مضر ہو۔

کیا ایسی حالت میں ہمارا فرض نہیں کہ ہم ذرا ٹھہریں اور سوچیں کہ آخر

ایسا کیون ہے۔ کیا اب امن وامان اور تدریجی آئینی ترقی کا دور ختم ہوگیا۔ اور
کیا حکومت کے بقائے اقتدار کی اور کوئی صورت سوائے گرفتاری اسیری
اور تماشائے نیم بسملی کے نہین رہی۔ دنیا مین بہت سے خاموش وعظ
اور نصائح کا دفتر چشمون کے بہتے ہوئے پانی قایم ہے زمین پہاڑون اور
چمن کی لب بند کلیون سے اگر گوش ہوش ہو تو ہر آئندورند کو سننے
مین آتے ہین۔ جن کی فطرت سلیم اور جن کے ذوق مین لطافت اور
روحانیت ہوتی ہے وہ ایسے مناظر سے ضرور اثر اندوز ہوتے ہین گر ان
خاموش قدرتی دفتر پند ونصائح سے زیادہ ایک اور موثر نظارہ قومی
اور ملکی قلب ماہیت کا اسوقت ہوتا ہے جبکہ کوئی قوم ماضیت اور ادبار
کی کوکھ سے جنم لیتی ہے۔ خصوصا جو درد ولادت کی پیشوائی کرتا ہے
وہ لازما گھر والون کو پریشان کرتا ہے۔ اگر ملک مین کوئی انئی نوجوان جماعت
سیاسیات کے خرابات اور خرافات سے پیدا ہو رہی ہے یا پیدا ہوگئی ہے
اور یا اسکی پیدایش کے ذرا پہلے وہ ناقابل ذکر درد "بھارت ماتا" کی
کوکھ" مین پیدا ہو رہا ہے تو کیا ملک کے حکمرانون اور خیر خواہونکا فرض
نہین ہے کہ وہ اسکی طبی امداد کے لئے پریشان ہون۔ جس طرح آفتاب نکلتا
ہے۔ اور بڑی آڑی ترچھی شعاعون سے نکلتا ہے اسی طرح قومین اور نوجوان
قومین جب پیدا ہوتی ہین تو بڑی شدت اور تیزی سے ان مین حریت کے

خیالات گھر کرتے ہین۔ یہ کیا ہماری عبرت پرستی کے لئے کم ہے؟ کہ اسیران لاہور جب عدالت مین لائے جاتے ہین تو اس طرح لائے جاتے ہین کہ موت ان کی بیچارگی دیکھ کر اپنے رو تی ہے۔ نازک دل تماشائی غش کھا کر گر جاتے ہین، اور صنفِ نازک کے نازک دہنون سے "چیخ" اور "آہ" کے شور بلند ہوتے ہین۔

آہ! اسوقت ایک ایسا اثر نہ صرف آدمیون پر بلکہ دیوار و در پر ہوتا ہے کہ اسکی کیفیت مین ہزارون پر لاکھون اور سیکڑون منصور روحانی طور پر شرکت کرتے ہین۔ میرٹھ اور لاہور کے اسیرون کو اپنی خوش نصیبیوں کا انجام معلوم ہے۔ ان دیوانون اور سرفروشون کی بیچارگی اور جانبازی سے اور معافی شدہ ملزمان کو ہان سرکاری پر یہ اثر پڑا ہے کہ وہ اپنے سابقہ بیانون سے منکر ہو جاتے ہین۔ جسوقت یہ لوگ کمرۂ عدالت مین لائے جاتے ہین تو زندہ باد انقلاب کے نعرون سے تمام کمرہ گونجنے لگتا ہے اور در و دیوار سے ایک شور اٹھتا ہے ؎

تیر کھانیکی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوئی کہیں اہل کہیں شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دل معشوق مین گھر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے امیر
دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

ہم کو بڑا افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے لائق پرجوش اور جانباز نوجوان

نہین معلوم کہان سے کہان جا رہے ہین کیا وہ آئرلینڈ کی طرح ہزارون میکسوینی پیدا کرنا چاہتے ہین۔ کیا وہ دار و رسن کے فلسفہ کو بزبان منصور سمجھانا چاہتے ہین ؎

دیریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

حقیقت یہ ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ جو لوگ ملک کے امن و امان کے ذمہ دار ہین وہ ذرا سوچین اور سمجھین کہ ہمارے نوجوان کہان جا رہے ہین اور انکا کیا انجام ہوگا۔ ایسا نہو کہ یہ تمام حرکات انکے حق مین پستل خودکشی سے زیادہ اہم نہ ثابت ہو۔ انگریز وہ سخت آئین پرست قوم واقع ہوئی ہے جسکے قلوب ایسے تماشون سے بہت پہلے سیر ہو چکے ہین۔ میکسوینی آف آئرلینڈ کا ۷۴ فاقہ کر چکا ہے۔ ملک مین اسکی جانبازی سے طوفان غمگساری بپا ہے اور ملک معظم شہنشاہ جارج پنجم خلد اللہ ملکہ دمبدم کی خبرین منگوا رہے ہین اور چاہتے ہین کہ اس جانباز کو رہا کر دیا جائے۔ مگر لائڈ جارج کہتا ہے کہ ایسے کئے ہزارون بھوک کر مر جاتے ہین۔ اب اس کو تشنگی اور گرسنگی کے عالم مین مر جانے دیجئے۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ جانباز وطن ایڑیان رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے یہانتک کہ جیل کی دیوارین اور اسکی آہنی سلاخین اسکو اپنے آغوش اعتراف مین لیکر قوم کے حوالہ کرتی ہین اس

شہادت رضا کارانہ کے بعد استبداد کے ہاتھون مین رعشہ سا پھیل جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ دنیائے سیاسیات اور طلسم خانۂ انقلاب اقوام مین تشدد اور جبر سے حریت کی آتش افروزی ہوتی ہے اور جس قدر آئین اور قوانین کا پانی شورش کی آگ پر ڈالا جاتا ہے اسیقدر یہ آگ بھڑکتی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ حکومت اور رعایا دونون ملک کے مفاد کے خیال سے اپنی اپنی زور آزمائیون کو ممنون اعتدال کرین ورنہ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" کی نوبت نہ آجائے یہ کوئی خوش آئند امر نہین ہے کہ اگر کسی کے گھر مین لینن کی سوانح عمری پائی جائے تو وہ خواہ مخواہ کسی سازش کا ایک فرد مان لیا جائے۔ اگر اسی طرح نظر مصلحت کو وسیع کر دیا جائے گا تو ہر لکھے پڑھے کی کچ کی کتابی الماری بغاوت کا گھر بنجائے گی۔ اور یہ بھی کوئی نتیجہ خیز شغل نہین ہے کہ بم بازی سے چند نفوس کی ہلاکت کا تماشا دیکھا جائے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ ہزارون نوجوانون کے قید وبند کا سامان بہم پہونچایا جائے ایسے تشدد واقعات صرف شورش کی چنگاریون کو بجھنے نہین دیتے اور بس ان سے انقلاب کی آفرینش مین ممکن ہے کوئی وقتی مدد ملے مگر یہ چیزین خود انقلاب نہین ہین کیا قومین

مین حوادث انقلاب اس طرح یکایک آتے ہین جس طرح حرکت قلب کے رکنے سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے۔

ہم پائنیر کے مضمون کی تلخیص آج پیش کرتے ہین اور اپنے سابقہ مضامین کی جو تائید اس مین پاتے ہین اس سے ہم پھر حکومت اور ملک کو ذرا تفحص اور تامل کے لئے دعوت دیتے ہین۔ اس ہفتہ مین پھر انقلابی جماعت کے عالم احمری سے ہم پر بیرنگ جرمانہ ہوا ہے جسکا ماحصل وہ سرخ خط ہے جسے آج پائنیر کے افکار و آراء کے بعد درج کرتے ہوئے ہم یہ مکرر عرض کرنا چاہتے ہین کہ ایسے خطوط انفرادی غیر منضبط انقلاب خواہون کا پتہ دیتے ہین۔ اگر کسی باضابطہ جماعت کا وجود ہوتا تو ملک کے سیاسی دنگلون مین یہ سامنے آتی اور جن مشاہیر ملک کو وہ ملک کی آزادی کا دشمن سمجھتی ہے اس کو نمود اور شہرت کی جگہون سے نکالنے کی کوشش کرتی۔

بہر حال اگر گورنمنٹ اور ملک دونون سے اس کی لڑائی ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ پہلے وہ ان مین سے کس کو اپنی کوششون کا نشانہ بنانا چاہتی ہے اور ہندوستان کی منافقانہ، سرمایہ دارانہ اور امیرانہ قومی آزادی کے طلسم کو کب توڑے گی۔ کیا صرف تہدید اور تخویف سے دنیا مین تبدیلیان ہوتی ہین یا اور کوئی اس کے اسباب ہین۔ حکومت

کے لئے یہ فکر اور تردد کا لمحہ جس طرح وسیع ہے اسیطرح ملک کے نوجوانون کے لئے بھی غور و فکر کا وقت ہے ایسا نہ ہو کہ اول الذکر کی بے نیازی مؤخر الذکر کی قربانیون کو ایک وقتی جذبہ اور پولیٹیکل بیماری سمجھکر لاعلاج اور لاحل کردے ؎

شب کہ در کویت بسر بردم عجب ہنگامہ بود
ابر گریان، برق خندان، من خروشان او بخواب

کفن بر دوش ہین اور سر بکف ذوق شہادت مین ۔۔۔ قدم رکھنا اگر منظور ہو راہ محبت مین
گران دعوائے آزادی پہ ہے قید سلاسل بھی ۔۔۔ مٹا! یہ قید بھی کچھ روز اگر ہے جوش وحشت مین
کہان تک لطف آغوش حیات و کنج نامردی ۔۔۔ ہوا کھا دشت مقتل کی نکل میدان ہمت مین
تجھے افسوس ہے نادان گریبان چاک ہونیکا ۔۔۔ ابھی ہونا ہے باقی سینہ چاک انجام الفت مین
وفا سے استقامت لے وہ مشق استقامت کر ۔۔۔ ہزارون نصرتین پنہان ہین در استقامت مین
قدم کی استواری جس طرح ممکن ہو پیدا کر ۔۔۔ قدم کی استواری اصل ہے راہ عزیمت مین

کرے گی رہنمائی خلق کی تعلیم سبحانی
رہینگے یادگار اقوال اسکے درس حکمت مین

پروانہ "پروانہ" کے بعد

"من قماش فروشِ دلِ صد پارۂ خویشم"

یہ رسالہ پریس مین تھا اور اسکی تجلی طباعت کی ساعت قریب آگئی تھی کہ سیاست ہند کے مطلع پر غیر معمولی طور پر کالے بادل نظر آئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ تمام سامان ابر محیط کا نظر آیا اور بہت جلد بارش طوفانی شروع ہوگئی بحر ہند مین جو طوفان اسوقت بپا ہے اس مین حریت کی کشتی ڈگمگ ہو رہی ہے ناخدایان سفینۂ امید سرشار غفلت ہین اور صیادان ستمگار پھر ہی اپنے گرداب بلا مین ان کو قریب تر کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔ ایسے حال مین ہماری مادر وطن کی آخری پکار یا آخری پروانہ ابھی نہین پہونچا تھا کہ اسی حال مین ذیل کا مضمون "مشرق" آخری اشاعت ۲۶ دسمبر ۲۹ء کے لئے لکھا جا رہا تھا کہ حسن اتفاق سے اسی وقت جو آواز وطن کی فضا مین گونجی وہ بھارت ماتا کی فریاد ثابت ہوئی! ہاتف لامکان نے آواز دی کہ ۱۹۲۹ء کے آخری سانس ہین اور قومی اور وطنی اجتماعات کا نہایت یادگار زمانہ بہت سی آنیوالی تاریخون کو لئے ہوئے اور ہزارون امیدون کو اپنے جلو مین لئے ہوئے قریب ختم ہے۔ لوگون کو چاہیے کہ زندگی کا حساب و کتاب کرلین اور جو کچھ قیمتی ساعتین باقی رہ گئی ہین

ان مین تلافی مافات کی کوشش کرتے ہوئے کل اور بڑی کل جو ضرور آکر رہیگی، اسکے لیے تیاری کرین، ہم اس حال مین متامل اور متفکر بیٹھے ہوئے اشکبار غنودگی ہو رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ جنت زمین پر اتر آئی ہے۔ سب سے پہلے ایک بلند ترین پہاڑ دکھائی دیا۔ پہاڑ کیا ہے سلسبیل کی پاک منجمد برف کی ایک دنیا ہے جو پھیلی ہے فرشتون کو دیکھا کہ اپنے پَر سے اُسے ہموار کر رہے ہین۔ صبح ازل اور صبح ابد دونون اسپر قربان ہین اور ایک جنت ساکت اسپر مستولی ہے۔ جرمن، فرانس اور روس کے لوگ اُسکے دیدار اور اُسکے دریافت حال کے لئے چلے آرہے ہین مگر اسکے پردہ ہائے راز جس طرح اول دن ناقابل بصر تھے اسی طرح آج بھی ہین۔ روحانیات کے اقالیم، طمانیت کے جیب دریا اور حسن ازل کے ہزارون نقشے اس مین مستور ہین۔ ہاتف روحستان نے کہا کہ اے حیرتی! یہ ہمالیہ ہے دنیا جسپر مرتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اسکے نیچے ایک بڑا سمندر ہے۔ سمندر کیا ہے کہ آرزوؤن کا ایک سیال عالم ہے اس مین ایک جہاز ہے جسپر قدامت اور ضعیفیت کا رنگ جھلک رہا ہے۔ اس مین ایک سوگوار بیوہ بال کھولے ہوئے سوار اور پریشان ہے۔ وہ جس طوفان زدہ جہاز مین سوار ہے اسکی حالت خراب ہے موجون کے تھپیڑون مین اسکی زندگی شکار امید و بیم ہے۔ اور کچھ لوگ اسپر ایسے سوار ہین جو آپس مین لڑ رہے ہین اور کوئی اپنے کو لبرل، کوئی سوراجی کہتا ہے، اور کوئی صاحب شورش پسند ہین مگر چند لفظی اور کاغذی مصطلحات ہین جنپر

یہ لوگ لڑ رہے ہین اور ایک بہر درپورٹ ہے جسپر کچھ لوگ غش ہین۔ غرضیکہ جہاز
ڈوبنے کو ہے۔ اور اُسکے مسافر ہین کہ آپس کی لوٹ مار مین مصروف ہین۔ اتنے
مین مالک جہاز "ملکۂ بھارت" جوبوگی کے عالم مین بال کھولے پریشان حال آگے بڑھ
کر جہاز کے مسافرون کو سمجھا رہی ہے کہ یہ وقت بڑا نازک ہے۔ اگر تم لوگ کھلونون اور
کاغذ کے پرچون پر لڑتے رہوگے تو جہاز ڈوب جائے گا اور وہ دیکھو بھنور مین آچکا
ہے بڑے بڑے مگر، بڑے بڑے شیر آبی اور بڑے بڑے طوفان بدوش دشمن اسکے
گرد جمع ہین۔ اے میرے سپوتو! جاگو جاگو چونکو چونکو، اپنی خود غرضیون کو چھوڑ دو،
اور میری عزت و آبرو کا خیال کرو۔ ہان ۱۹۲۹ء مین جو چوکا وہ نصف صدی بلکہ
ہمیشہ کے لئے ڈوبا پھر نہ ابھرے گا اور کبھی نہ ابھرے گا۔ عالم رویا کا فلم تیزی سے بدلتا
جا رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہین کہ جہاز بہاؤ پر ہے اور خطرات سر بلند ہو رہے ہین۔
بھارت کی ملکہ، غم سر پیٹ رہی ہے، اور اسکے فرزندون مین اسکی پڑی ہے کہ ہم
روٹی کا ½ حصہ اور وہ ½ لیگا۔ اسوقت ملکۂ بھارت بصد حسرت و افسوس کہہ
رہی ہے۔ اے میرے فرزندو! یہ دیکھو اب جو ہم نے فلم رویا کا، خواب اور تماشہ
دیکھا تو یہ دیکھا کہ بڑے بڑے میٹھے پانی کے دریا دنیا کی اس قدیم اور پاک ترین
سرزمین مین کھیل رہے ہین اور سرسبز و شاداب ترین میدانون سے گزر رہے
ہین۔ بڑے بڑے مذاہب مسالک کے سرچشمے اس مین ابل رہے ہین۔ بڑے بڑے
رشی و منی اسکے جنگلون مین، دھیان لو رگیان مین بیٹھے ہین۔ بڑے بڑے

اولیاء اللہ اور بہادر اسکے اندر سیر کناں ہین۔ اے دالمیک اے کالیداس
کی سرزمین! اے خواجگان چشت کی دلاری اور پیاری دنیا تو نے اپنے یہان
ایسے ایسے سورما اور ایسے ایسے صاحبان عزم و تخیل پیدا کئے جنکا قائل سارا
زمانہ ہے۔ شنکر اچاریہ اور بودھ کی پیدا کرنے والی مادر وطن! آج ہم یہ
دیکھ رہے ہین کہ تیرے بچے آپس مین لڑ رہے ہین۔ آج ضرورت ہے کہ ہندو
مسلمان سلاطین اور مشاہیر کو اپنے گزشتہ دور تاریخ کا مشترک بڑا آدمی
سمجھین اور ذاتیات کو بھلا دین تاکہ ہم سب اس تاریخی ساعت نازک مین
ملکر مطالبات کرین اور ملکر جد و جہد کرین۔ جو لوگ ہمارے درمیان مین جبرًا
ہمارے نمائندے بن گئے ہین ان کو اپنے یہان سے بھگا دین۔ اب وہ لوگ
اپنا زمانہ ختم کر چکے ہین۔ ہماری سیر متنوم یا ہماری شناوری بحر خواب اس حد تک
پہونچی تھی کہ طوفان کی تیزی بڑھی اور ملکۂ بھارت کی سراسیمگی اور مایوسی بھی بڑھی۔
اسے مشورہ کیا کہ میری خبر جلد لی جائے ورنہ میرا جہاز ڈوبا چاہتا ہے۔ ملکۂ بھارت
چلا رہی ہے اور اسکے نام نہاد بوڑھے فرزند چند ٹکڑون پر چند مصلحتون سے لڑ
رہے ہین اور انھین خطرہ کا مطلق احساس نہین ہے یہان تک کہ جہاز بھنور
مین آگیا ہے اور سلامتی کا کنارہ دور ہے۔ یکایک ملکۂ بھارت کی چیخ پکار پر
کچھ نوجوان لوگ ہین جو کنارہ پر اپنی ماں کی تباہی کی خطرناک صورت دیکھکر اسکے
پریشان بال پر پریشان ہو کر اور اسکی آہ و فریاد پر مردانہ وار کود تے ہین اور کود کر

ماتا کی پکار پر کہتے ہین کہ "اے ماتا! ہم سب تیرا دودھ پی چکے ہین اب ہم اس سمندر مین تیرا جہاز کبھی نہ ڈوبنے دین گے۔ گھبرانا نہین ہم سب آپہونچے ہین یہ تیرے اپنے فرزندان ناہنجار تیری کوکھ مین بیٹھے تیری ماتا کی قدر نہین کرتے مارے جائین گے۔ اے اچھی ماتا! تو نے اپنے ہاتھون سے بڑے بڑے پوتر بچون کو پالا ہے اب ہم تیرے قریب آچکے ہین اور اپنے کاندھون کو تیرے جہاز کے نیچے لگاتے ہین" دم کی دم مین نوجوانان بھارت ملکر بھارت کے جہاز طوفان زدہ کو بھنور سے نکال لائے اور اسکے غافل اور بوسیدہ نام نہاد فرزندان بھارت کو جو اسپر سوار تھے سمندر مین ڈھکیل دئے اور اپنی ماتا کے جہاز کو سلامتی کے کنارہ پر لے آئے۔

ہم اس خواب کو دیکھکر چونکے تو ہمکو اسکی تعبیر ملی کہ امسال کی کانگریس مین پرانے لیڈرون کو نوجوانان بھارت نکال کر اسپر قبضہ کرلین گے۔ ایک نیا دور ہندوستان کی سیاسیات مین آنیوالا ہے' اور نیا جہاز سیاست کا بحر متلاطم مین روان ہونے والا ہے۔ افق پر جو سرخیان چمک رہی ہین وہ آجکل کے لیڈرون کو پریشان کررہی ہین اور جب کوئی انقلاب دنیا مین آنیوالا ہوتا ہے تو اسکی نقابت ہمیشہ جوان لوگ کرتے ہین۔ پرانے بوڑھے بلغم کے پلندے اقتدار کے مردے ملک کو کبھی آگے نہین لیجاتے' انکے بازو شل' انکے ارادے پست ہوتے ہین اور وہ پیچھے دھکیل دئے جاتے ہین۔ (جسوقت ہم نے یہ افتتاحیہ ختم کیا اسی وقت ہمارے

پاس یہ سُرخ پروانہ آیا جسکے بصائرو معارف وقت کی نزاکت پر روشنی ڈالتے ہین۔

مکتوب نمبر ۴۲ ۵۵۵ افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ

بنام ایڈیٹر صاحب "مشرق" گورکھپور

مکرمی تسلیم!

نوجوان بھائیو! بھارت ماتا کے شیدائیو!! کیا ابھی وقت نہین آیا؟ کہ تم بیدار ہوکر اپنے گمراہ رہبرون کو تباہ کرو۔ اگر ابھی وقت نہین آیا تو پھر کونسا وقت آئے گا؟ جب تم چونکو گے۔ کیا اسوقت تمھاری آنکھین کھلین گی جب تم آتش سوزان مین پوری طرح گھر چکے ہوگے؟ خدا کے واسطے آگاہ ہو اور موجودہ غلامی پسند اور معتدل الخیال، بزدل اور پست ہمت لیڈرون کا بزن بولدو یہ لوگ بالکل از کار رفتہ ہو چکے ہین انکے دماغ پر انگریز دو کا بھوت سوار ہے۔ انھون نے کبھی بھی حصول آزادی کی تہ دل سے کوشش نہ کی۔ یہ غلامی کو آزادی سمجھ کر اسی پر قانع رہے۔ ان کے نزدیک آزادی کا معیار یہ اور صرف یہ ہے کہ ہندوستانیون چند بڑے بڑے عہدے ملجائین۔ انھون نے ہمیشہ ایسے ہی معمولی امور کے لئے ایجی ٹیشن کیا۔ انھون نے ہرگز قفس آہنی کو توڑنے کی کوشش نہین کی بلکہ یہ بدبخت اسکو آشیانہ سمجھکر اسکی تعمیر مین مصروف رہے جیسا کہ غالب نے کہا ہے ؎

مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغ اسیر
کرے قفس مین فراہم خس آشیان کیلئے

یہ لوگ ہمیشہ غلامی کا سبق پڑھلاتے رہے، یہان تک کہ ایک نوجوان طبقہ (جسکی رکنیت کا شرف ہملوگون کو بھی حاصل ہے) صفحۂ ہستی پر نمودار ہوا جس کا مقصد آزادی کامل کا حصول تھا۔ جس نے نہ کبھی اپنی جان کی پروا کی نہ مال و اولاد کا خیال کیا اور نہایت بیباکی و نڈری کے ساتھ کلمۂ حق بلند کرنا اس کا دائمی شعار اور نصب العین رہا۔ جون ہی یہ طبقہ ان غدار اور رجعت پسند لیڈرون کی نظر مین آیا وہ مارے غصہ اور رشک کے کباب ہو گئے ان کے دلون مین کھلبلی مچ گئی کہ اب ہماری رہنمائی کا دور دورہ ختم ہونے کو ہے۔ یہ سب لرزہ براندام ہو گئے کہ اب ہماری چالاکیون اور بدکاریون کا پردہ فاش کرنیوالے نظر آنے لگے۔ ان کم بختون کو معلوم ہو گیا کہ اب انکی طالع ناسازگار ہو چلا۔ یہ لوگ ہمارے دشمن ہو گئے اور ہمارے خلاف ہر ممکن کوشش مین لگ گئے۔ انھون نے ہمکو حب وطن سے خالی اور مجنون بتلایا۔ اس جماعت کے سرخیل "گاندھی" نے ہمارے خلاف ہر موقع پر زہر چکانی کی۔ خدا بخشے سرگ باشی سی آر داس آنجہانی کو کہ انھون نے ایک بار شہید وطن "گوپی ناتھ ساہا" (جس نے مسٹر ڈے کو سنہ ۱۹۲۴ء مین قتل کیا تھا) کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور اس کو محب وطن کا لقب دیا یہ سنتے ہی اس مدعی مہاتمائی گاندھی کے تن بدن مین آگ لگ گئی اور اس تیرہ باطن نے اپنی تقریرون اور تحریرون سے اسکو ثابت کرنے کی جان توڑ کوشش کی کہ گوپی ناتھ ساہا نے مفاد وطن سے غداری کی۔ حالانکہ یہی گاندھی

تھے جنھون نے جنگ عظیم مین اپنے مسلّمہ دشمنون یعنی انگریزون کے "وار فنڈ" (قرضہ جنگ) مین آزادی کے ساتھ شرکت کی تھی۔ اس طائفہ لیڈران کے استاز جی یعنی موتی لال نہرو نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین مل سکتی یعنی یہ کہ میرٹھ اور لاہور کے اسیرانِ بلا سے اظہار ہمدردی کا رزولیوشن تک کانگریس مین پیش ہونے دیا۔ ہمین ان بدنصیب لیڈرون کی ان حرکات مذبوحی پر تعجب نہین کیونکہ ہماری ترقی ان بدمعاشون کے لئے باعث ہلاکت ہوگی۔ ہماری مثال ستارہ سہیل کی طرح ہے کہ جب "ولد الزنا" .... ہلاک ہوتے ہین تو وہ طلوع ہوتا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

گر مرا دشمن شدند این قوم معذور اند۔ آنکہ

من سہیلم کامدم بر موت اولاد الزنا

ہمین ذرا بھی تعجب نہین اور نہ افسوس ہے۔ دنیا مین ہر جگہ سچے خدام وطن کے ساتھ یہی سلوک ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ کوئی نیا سلوک نہین لیکن ہم بھی اس کا انتقام جلد یا بدیر لیکر رہین گے۔ لاہور کانگریس تک ہم ان نابکارون کو مہلت دیتے ہین اور "دروغ را تا بخانہ" کی ضرب المثل کی وجہ سے ہم رکے ہوئے ہین اگر اسوقت تک یہ اپنی حرکتون سے باز نہ آئے تو ہم خود کل قومی ادارون پر قابض ہوکر موجودہ حکومت سے مردانہ وار مقابلہ کرین گے خواہ ہمین کتنی ہی قربانیان کرنی پڑین ہم اپنے عزائم و مقاصد سے باز نہ آئین گے

ہم نے مسٹر ویجوڈ بین وزیر ہند کی تازہ ترین تقریر جو انھون نے مسٹر فنر بریکوے ممبر پارلیمنٹ کے رزولیوشن پر کی بغور پڑھی مگر ہمین اس سے کوئی بھی امید کی جھلک نہین معلوم ہوئی بلکہ یہ پتہ چلا کہ وہ ساری کی ساری سخن سازی اور لیپ پوت پر مبنی ہے۔ ایسی طفل تسلیان ہمین بھلا دا نہین دے سکتی ہین۔ اب ہم پوری طرح خبردار ہو گئے ہین۔ اور برٹش ڈپلومیسی کے تار پود سے اور موجودہ رہبرون کی گمراہی سے کما حقہ واقف ہو گئے ہین۔ ہم رحم علی ہاشمی ایڈیٹر ہمدم کی طرح نہین، (جس نے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کے لئے اور اپنے آقا کی خوشنودی کے حصول کے لئے) وزیر ہند کی تقریر کو امید افزا بتایا ہے اور اس سے لوگون کو اچھی توقعات رکھنے کی امید دلائی ہے۔ ہمارا مطلوب و مقصود حقیقی صرف مکمل آزادی ہے۔ ہم اسپر فریفتہ ہین۔ اسکے سوا ہم کسی پر دل نہین لگا سکتے۔ ہم اپنے اسکے لئے بالکل فنا کر چکے ہین۔ ہم نے اپنی کل آرزوون کو بالائے طاق رکھ کر صرف اسی ایک کو اختیار کیا ہے اور یہی ہمارا دین و ایمان ہے ؎

من سرے ابن یمین در ہر دو عالم
ندارم جز وصال او تمنا

"زندہ باد انقلاب"!

"وزیر ہند کی تقریر بالکل بے کار ہے"

"مکمل آزادی ہمارا نصب العین ہے"

"آزادی ہمارا مذہب ہے۔ غلامی مین ہمارا کوئی مذہب نہین"

"غدار لیڈرون کو ۳۱ر دسمبر ۲۹ء تک کی مہلت دی جاتی ہے"

"مردہ باد ایڈیٹر ہمدم!"

"تباہ باد سلطنت انگلشیہ!"

"نہرو رپورٹ و نائر کمیٹی رپورٹ در جہنم"

راقم

(میجر) نورالدین کمانڈر افواج جمہوریہ ہند متعینہ لکھنؤ
قیصر باغ نمبر ۱۶ آر کے ٹنڈن روڈ۔ دفتر حکومت ملیتہ۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل مین ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوے قاتل مین ہے

رہرو راہِ محبت رہ نہ جانا راہ مین
لذت صحرا نوردی دوریِ منزل مین ہے

وقت آنے دے بتا دینگے تجھے اے آسمان
ہم ابھی سے کیون بتائین کیا ہمارے دل مین ہے

آج پھر مقتل مین قاتل کہہ رہا ہے بار بار
کیا تمنائے شہادت بھی کسی کے دل مین ہے

اے شہید ملک و ملت مین ترے اوپر نثار
اب تری ہمت کا چرچا غیر کی محفل مین ہے

اب نہ اگلے ولولے ہین اور نہ ارمانون کی بھیڑ
ایک مٹ جانے کی حسرت اب دلِ بسمل مین ہے

دورِ جدید

کا تنہا

علم بردار حریت، مساوات و اتحاد

"مشرق"

گورکھپور سے ۲۳ سال سے ہفتہ وار نکلتا ہے

جسنے

زمانۂ حال کے خود غرض، غدّار لیڈروں کا پوست کندہ

حال دنیا کے سامنے رکھدیا ہے

چندہ سالانہ صرف ۳ روپے

مینیجر مشرق گورکھپور

lib 1151/76 P-3

مرتب۔ طابع و ناشر

محمد قربان وارث خان وارثی

نبیرۂ حکیم برہم مرحوم

چاپ شدہ۔ در مطبع مشرق پریس گورکھپور

دسمبر ۱۹۲۹ء